وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَا اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو (لوگوں کو) خدا کی طرف بلائے اور اچھے اچھے
کام کرے اور کہے کہ میں بھی یقیناً (خدا کے) فرمانبردار بندوں میں سے ہوں

کتاب مستطاب

احسن الفوائد

فی

شرح العقائد

اصل رسالہ اعتقادیہ

از قلم حقیقت رقم

حضرت صدوق العلماء العالمین رئیس الفقہاء والمحدثین جناب
شیخ ابو جعفر محمد بن علی ابن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی اعلی اللہ مقامہ

مترجم رسالہ

فاضل محقق مولانا سید منظور حسین بخاری مرحوم

شارح رسالہ

صدر المحققین، سلطان المتکلمین سرکار علامہ آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی مجتہد العصر والزمان مدظلہ

ناشر

منیجر مکتبۃ السبطین ۲۹۶/۹-بی سیٹلائٹ ٹاؤن بلاک بی سرگودھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ

اور اس شخص سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں

کتاب مستطاب

احسن الفوائد فی شرح العقائد

جس میں

تمام شیعہ عقائد و مسلمات کو قرآن کریم، احادیث معصومین اور عقل سلیم کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے اور دیگر فرقہائے اسلام کے مقابلہ میں دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ سے شیعہ اصول و عقائد کی برتری واضح کی گئی ہے اور ہر ہر موضوع پر ملاحدہ و منکرین کے جملہ شکوک و شبہات کو عقل و نقل اور علوم قدیمہ اور جدیدہ کی روشنی میں رد کیا گیا ہے

سرکار صدوق العلماء العاملین رئیس الفقہاء والمحدثین حضرت شیخ ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی علیہ الرحمہ

سرکار صدر المحققین سلطان المتکلمین حجۃ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ محمد حسین صاحب قبلہ مدظلہ العالی علی رؤس المومنین

۲۹۶ بی سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

ثنائی پریس بلاک نمبر ۱ سرگودھا فون 71868

کی سب سے پہلی کتاب (جو ظاہر ہوئی) وہ کتاب سلیم ابن قیس ہے۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے مقدمہ بحار الانوار میں اس کے متعلق لکھا ہے کہ کتاب سلیم ابن قیس فی غایۃ الاشتہار وقد طعن فیہ جماعۃ والحق انہ من الاصول المعتبرۃ یعنی کتاب سلیم ابن قیس بہت مشہور ہے۔ بعض لوگوں نے اس پر طعن کیا ہے لیکن حق یہ ہے کہ یہ کتاب اصول معتبرہ میں سے ہے۔ لیکن حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ نے تصحیح الاعتقاد میں اس کتاب کے متعلق کوئی اچھی رائے قائم نہیں کی مگر اس حدیث کو انہوں نے بھی معتبر تسلیم کیا ہے جسے مصنف علام نے یہاں نقل کیا ہے۔ بہر حال مجموعی طور پر کتاب قابل اعتماد ہے۔ اگرچہ اس کی بعض مرویات تامل و اشکال سے خالی نہیں ہیں۔ یہاں اس سے زیادہ اس موضوع پر گفتگو کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ واللہ العالم بحقیقۃ الحال۔ بہر حال جناب سلیم کی بیان کردہ حدیث سے جہاں اختلاف حدیث کے علل و اسباب پر روشنی پڑتی ہے وہاں وہ ائمہ اطہار کی خلافت عظمیٰ و امامت کبریٰ پر بھی نص صریح ہے۔ کما لا یخفیٰ۔

اقسام وانواع حدیث

حدیث کی دو قسمیں ہیں (۱) متواتر (۲) واحد۔ اگر کسی حدیث کو ہر طبقہ میں اس قدر کثیر جماعت نقل کرے جن کا کذب وافترا پر اتفاق کرنا عادۃً محال ہو تو اسے خبر متواتر کہا جاتا ہے اور جس میں یہ شرائط نہ ہوں وہ خبر واحد کہلاتی ہے (درایۃ المحدثین، نہایۃ الدرایہ وغیرہ)۔ اب اس خبر واحد کی متقدمین کے نزدیک صرف دو قسمیں تھیں (۱) صحیح اور غیر صحیح۔ ان کے نزدیک خبر صحیح وہ تھی جس میں کچھ ایسے داخلی و خارجی قرائن موجود ہوں جن کی بناء پر اس حدیث پر اعتماد و اعتبار کیا جا سکے اور جو حدیث ایسے قرائن سے خالی و عاری ہوتی تھی وہ اسے غیر صحیح قرار دیتے تھے (بحار الکتب مذکورہ)۔ متقدمین میں بوجہ قرب عہد ائمہ بکثرت ایسے قرائن موجود تھے۔ مگر جوں جوں زمانہ گذرتا گیا یہ قرائن مفقود ہوتے گئے۔ اس لئے متاخرین کو صرف راویان اخبار کے حالات و صفات اور اخلاق و اطوار پر انحصار کرنا پڑا۔ اس لئے اخبار کی صحت و عدم صحت معلوم کرنے کے معیار تبدیل ہو گئے۔ ہم ذیل میں حدیث کے بعض اہم اقسام کا تذکرہ کرتے ہیں۔ ورنہ بعض وجوہ سے اس کی اور بھی بہت سی قسمیں ہیں۔ جن کے ذکر کرنے کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔

(۱) **حدیث صحیح**:- ہر وہ حدیث جس کا سلسلۂ سند معصوم تک پہنچتا ہو اور اس کے تمام راوی شیعہ اثنا عشری اور عادل ہوں۔ اسے عند المتاخرین صحیح کہا جاتا ہے۔

(۲) **حدیث حسن**:- جس کی سند معصوم تک منتہی ہوتی ہو۔ اور تمام راوی شیعہ اثنا عشری اور ممدوح بھی ہوں مگر ان کی عدالت کی صراحت نہ کی گئی ہو۔

حدیثِ قوی:۔ حدیثِ قوی اس حدیث کو کہا جاتا ہے۔ جس کے تمام راوی شیعہ اثنا عشری ہوں مگر ان کی مدح و قدح کے متعلق کوئی نص موجود نہ ہو۔

حدیثِ موثق:۔ ہر وہ حدیث جس کا سلسلۂ سند ایسے راویوں کے ذریعے معصوم تک پہنچے جو اگرچہ صادق القول اور قابلِ اعتماد ہوں مگر ہوں فاسد العقیدہ۔

حدیثِ ضعیف:۔ جو حدیث مذکورہ بالا تمام اقسام حدیث کی شرائط سے خالی ہو اسے ضعیف کہا جاتا ہے (وله اقسام عديدة كالمقطوع والمرسل والمجهول وغيرها) از بدیۃ المحدثین، نہایۃ الدرایہ، مقباس الہدایہ وغیرہ)۔ متقدمین و متاخرین کی اصطلاح کے اسی اختلاف سے یہ عقیدہ بھی حل ہو جاتا ہے کہ کتب اربعہ بالخصوص کافی و فقیہ کی تمام احادیث کس طرح متقدمین کے نزدیک صحیح اور متاخرین کے نزدیک کچھ صحیح، کچھ حسن اور کچھ ضعیف ہیں۔ (ولاحظ مقباس الہدایہ۔ مقدمہ و از مقدمہ احقر مصنف برشافی ترجمہ اصول کافی)

وضاحت:۔ اس تقسیم سے یہ امر بھی واضح و عیاں ہو جاتا ہے کہ احادیث میں اختلاف کی صورت میں صحیح حدیث حسن پر، حسن قوی پر، قوی موثق پر اور موثق ضعیف پر مقدم ہوگی۔ کما لا یخفیٰ۔

تعادل و تراجیح کا بیان

اس سلسلہ میں ایک امر باقی رہ گیا ہے جس کی طرف حضرت مصنف علام نے کوئی اشارہ نہیں کیا لہٰذا اس امر پر کچھ تبصرہ کرنا ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب کسی وقت احادیث و اخبار منقولہ میں فی الحقیقت تعارض و تضاد پایا جائے تو مقام اعتقاد و عمل میں کیا کرنا چاہیئے؟ کس حدیث کو قبول اور کس کو رد کرنا چاہیئے اس کا معیار و میزان کیا ہے؟ یہ ایک طویل الذیل بحث ہے اور کتب اصولِ فقہ کا ایک معتد بہ حصہ بعنوان باب التعادل والتراجیح، اسی کے بیان کے لئے وقف ہے۔ اس سلسلہ میں ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین سے کئی قسم کے مرجحات مثل موافقتِ قرآن، مخالفتِ عامہ اور عدالتِ راوی وغیرہ مروی ہیں جو مختلف احادیث کے اندر متفرق طور پر مذکور ہیں۔ اس سلسلہ میں جو روایت سب سے زیادہ مفصل و مبسوط اور عند العلماء مقبول و معمول ہے وہ مقبولۂ عمر بن حنظلہ ہے جو امام بحق ناطق حضرت امام جعفر صادق سے مروی ہے۔ یہ حدیث بہت طولانی ہے۔ ہم یہاں اس کا خلاصہ درج کرتے ہیں۔

اختیاری صورت میں حکامِ جور کی طرف رجوع کرنا جائز نہیں ہے

راوی:۔ جناب ابن حنظلہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت صادق آلِ محمد علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا، آپ کے بعض نام لیواؤں کا کسی معاملہ میں باہمی جھگڑا ہو جاتا ہے۔ آیا وہ تصفیہ کے لئے حکامِ جور کی طرف رجوع کر سکتے ہیں؟

امام عالی مقام:۔ جو شخص کسی امرِ حق و باطل میں ان کی طرف استغاثہ لے جائے تو گویا وہ شیطان

کی طرف اپنا مقدمہ لے گیا اور وہ اگرچہ حق بجانب ہی ہو لیکن اگر اس نے قاضیانِ باطل کے فیصلے سے اپنا حق حاصل کیا تو حرام کھائے گا۔ راوی:۔ پھر وہ کیا کریں؟

علماء کرام کی عمومی نیابت کا بیان

امام: ینظران الی من کان منکم قد روی حدیثنا ونظر فی حلالنا وحرامنا وعرف احکامنا فلیرضوا بہ حکماً فانی قد جعلتہ علیکم حاکماً فاذا حکم بحکمنا فلم یقبلہ منہ فانما استخف بحکم اللہ وعلینا ردّ والرادّ علینا الرادّ علی اللہ وھو علی حد الشرک باللہ۔ دیکھیں کہ اپنے ہم عقیدہ لوگوں میں سے جو شخص ہماری احادیث سے واقف ہو ہمارے حلال و حرام پر دسترس رکھتا ہو اور ہمارے احکام و مسائل حلال و حرام کی بھی معرفت رکھتا ہو اسے اپنا حاکم تسلیم کریں کیونکہ میں نے دوسرے لوگوں پر ایسے شخص کو تمہارا حاکم بنا دیا ہے پس جب وہ حاکمِ شرع ہمارے حکم کے مطابق فیصلہ کرے اور اس کا فیصلہ تسلیم نہ کیا جائے تو رد کرنے والے شخص نے حکمِ خدا کو حقیر سمجھا ہے اور ہماری بات کو ٹھکرایا ہے اور ہمارا حکم رد کرنے والا گویا خدائے عزوجل کے حکم کو ٹھکرانے والا ہے اور ایسا شخص مشرک ہے۔

راوی:۔ اگر وہ جھگڑا کرنے والے دو شخصوں کو اپنا حاکم تسلیم کریں اور پھر ان کے فیصلوں میں اختلاف ہو جائے اور یہ اختلاف بھی آپ کی احادیث کی وجہ سے ہو تو پھر کیا کریں؟

امام:۔ ان دونوں میں سے جس کی عدالت و فقاہت اور زہد و اتقاء کا پلہ بھاری ہو اس کا حکم نافذ ہوگا۔

راوی:۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! اگر وہ دونوں ان صفات میں مساوی ہوں تو پھر کیا کرنا چاہئیے؟

امام:۔ جس کا فیصلہ ان دونوں روایتوں میں سے مشہور ہیں اطہار روایت کے مطابق ہے اس کا فیصلہ قابلِ قبول ہوگا۔

راوی:۔ اگر دونوں روایتیں مشہور ہوں اور ان کے راوی بھی ثقہ ہوں تو پھر کیا کیا جائے؟

امام:۔ جو روایت کتابِ خدا و سنّتِ رسولؐ کے مطابق اور مخالفین کے مذہب کے خلاف ہو اس پر عمل درآمد کیا جائے۔

راوی:۔ اگر دونوں روایات مخالفین کے نظریات کے موافق ہوں تو پھر کیا صورت ہوگی؟

امامؑ:۔ جس روایت کی طرف مخالف حکام اور قاضیوں کا زیادہ رجحان و میلان ہو اسے ترک کر کے دوسری پر عمل کیا جائے۔

راوی:۔ اگر دونوں روایتوں کی طرف ان کا رجحان برابر ہو تو اس صورت میں کیا کرنا چاہیئے؟

امام:۔ اگر نوبت بایں جا رسید تو پھر توقف کرو حتیٰ کہ اپنے امامؑ سے ملاقات کر کے حقیقتِ حال